نوربخشیه

تالیف

مولانا علاوالدولہ حسن نوربخش بن شاہ قاسم فیض بخش

اردو ترجمہ

غلام حسن حسنو ایم اے

(ناشر)

ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر خپلو

ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر خپلو

نوربخشیہ

تالیف

مولانا علاوالدولہ حسن نوربخش بن شاہ قاسم فیض بخش

www. nyfpk. org

اردو ترجمہ

غلام حسن حسنو ایم اے

(ناشر)

ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر خپلو

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	کتاب کا تعارف	4	2	تمہید	5
3	باب اول تفاوت مراتب سالکین	6	4	باب دوم اطوار سبعہ اور انوار متلونہ کا بیان	8
5	باب سوم عوالم کلیہ اور حضرات خمسہ	11	6	باب چہارم عوالمِ کلیہ میں سیر سالک	13
7	باب پنجم رویاء ، مکاشفات ، مشاہدات اور معائنات	17	8	باب ششم مراتبِ تجلیات	18
9	باب ہفتم کیفیت عالمِ مثال	21	10	باب ہشتم لباس سیاہ پہننا	22

نام کتاب	نوربخشیہ
مصنف	شیخ علاؤالدولہ حسن نوربخش
اردو ترجمہ	غلام حسن حسنو ایم اے
سال اشاعت	۲۰۰۶ء
قیمت	روپے

www.nyfpk.org

Scan By:
NYF Pakistan (khi Division)

www.facebook.com/NYFOfficialPage

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ حمد الشاکرین و صلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ الطاھرین

امابعد برادر حقیقی قدوۃ المرشدین، زبدۃ الواصلین، افتخار المکاشفین، مست بادۂ سبحانی شیخ اسحاق ملتانی اللہ تعالی ان کے تجلیات وحالات کے برکات کو ہمیشہ جاری رکھے، جو بزرگ اولیائے زمانہ میں سے ہیں اور تمام مراتب ومقامات معنوی کو بکثرت بار مشاہدہ کر چکے ہیں نے اس فقیر سے اس طائفہ (صوفیا) کے احوال واصطلاحات کے بیان میں چند اسرار لکھنے کی درخواست کی اگرچہ میں اس قسم کے کاموں میں ہاتھ ڈالنے کا اہل نہیں سمجھتا لیکن کیونکہ دنیا بے اعتبار ہے اور موصوف عازم مکہ مکرمہ ہے اس لئے ان کے التماس پر بطور اجمال مختصراً ۸ ابواب پر مشتمل چند اوراق لکھے گئے ہیں۔

باب اول تفاوت مراتب سالکین باب دوم اطوار وانوار باب سوم عوالم کلیہ باب چہارم سیر سالکین باب پنجم رویا، مکاشفات، مشاہدات، معائنات باب ششم مراتب تجلیات باب ہفتم عالم مثال اور اس کی حقیقت باب ہشتم لباس سیاہ کے کوائف

یہ کتاب ۱۴۴۱ شمسی قمری مطابق 1962ء کو ایران میں سبع المثانی نامی کتاب کے حاشیے پر اور 1371 شمسی قمری مطابق 1972ء میں تحقیق دراحوال و آثار میر سید محمد نور بخش کے ساتھ شائع ہوئی ہے کتاب پر بطور مصنف مولانا علاؤالدین بن سید محمد نور بخش کا نام درج ہے غالباً یہ سید محمد نور بخش کے پوتے شاہ قاسم فیض بخش کے بیٹے ہیں تمہیدی کلمات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ شیخ اسحاق ملتانی کی فرمائش پر لکھا گیا ہے یہ صاحب میر سید محمد نور بخش کے مرید اور خلیفہ ہیں جنہیں نور بخش نے اپنا خلیفہ بنا کر ملتان روانہ کیا تھا اسی طرح اس کے مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سید محمد نور بخش کی زندگی میں تصنیف ہوئی ہے کیونکہ وہ سید نور بخش (متوفی ۸۶۹ھ) کے لئے خلد اللہ ضلال ارشادہ وھدایۃً لکھتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ۸۶۹ھ سے پہلے لکھا گیا تھا کیونکہ اس کے کسی اور نسخے کا ہمیں علم نہیں ہے اور بظاہر یہ مکمل ہے اور کہیں کوئی تشنگی یا افتادگی محسوس نہیں ہوتی اور ساتھ ہی یہ رسالہ مختصر مگر نہایت جامع ہے اس میں بہت سے صوفیانہ اصطلاحات کی عمدگی کے ساتھ مختصر تشریح ہے الفقہ الاحوط اور دوسری کتابوں اور مقامات تصوف کے سمجھنے میں اس سے خوب مدد ملتی ہے اس لئے اس کا اردو ترجمہ نذر قارئین ہے تفہیم کے لئے جو الفاظ یا عبارات ہم نے بڑھائے ہیں انہیں ( ) کے اندر رکھ دیے ہیں۔

معیت الٰہی حاصل نہ ہونے کی بنا پر کامل نہیں ہوتے اگرچہ یہ دونوں گروہ ہر جگہ نادر ہی ملتے ہیں لیکن کشف، حقائق اور اطوار میں کامل والے حضرت نور بخش کے سلسلے کے سواد نیا میں کہیں نہیں پائے جاتے اور یہ طائفہ افراد اور اقطاب ہیں ۔

این طائفه اند اهلِ تحقیق باقی همه خویشتن پرست اند

فانی زخود بدوست باقی این طائفه که نیست اند و هست اند

یعنی یہی گروہ اہل تحقیق کا گروہ ہے باقی خود پرست ہیں کیونکہ یہ گروہ اپنی ذات کے لحاظ سے فانی اور محبوب حقیقی میں باقی ہیں اس لئے یہ ایک لحاظ سے کالعدم اور دوسرے لحاظ سے موجود ہیں۔

باب اول تفاوت مراتب سالکین

اے برادر (دینی) جان لو! اللہ تعالی آپ کی مدد فرمائے حدیث (نبوی) الطرق الی اللّٰه بعدد انفاس الخلائق اللہ تک جانے کے راستے مخلوق کے برابر ہیں کے تحت حضرت صمدیت تک جانے کے راستے بے شمار ہیں لیکن ان میں سے مقصود سخت راستہ سالکین اہل ریاضت کا راستہ ہے ان کے مراتب اور مدارج میں بہت فرق ہیں کیونکہ فقر کشف، حقائق اور اطوار کی طرف اشارہ ہے اور

فقیر وہ ہے جسے کشف، حقائق اور اطوار حاصل ہو اور فقیر کامل وہ ہے جسے یہ تینوں مکمل حاصل ہو۔

مرتبۂ کشفِ کامل فنا (فی اللہ) وبقا (باللہ) ہے مرتبۂ حقائق کامل حق الیقین ہے اور مرتبۂ اطوارِ کامل غیب الغیوب ہے

فقیر کامل مکمل وہ ہے جو دوسروں کو ان تینوں مراتب تک پہنچا سکتا ہو

سالکینِ کاملین کی جماعت سلسلۂ ولی الاولیا، برہان الاصفیا، مستجمع کمالات اولین والآخرین حضرت نور بخش اللہ تعالی ان کے ارشاد و ہدایت کا سایہ ہمیشہ قایم رکھے، اس زمانے میں درجۂ کمال کو پہنچ چکی ہے کیونکہ سالکین کی روش میں فرق ہوتا ہے بعض فقط تھوڑی مقدار والے مکاشف (کشف والے) ہیں یہ اطفالِ طریقت ہوتے ہیں جس طرح بچوں کو بینائی گویائی اور دانائی سے پہلے حاصل ہوتی ہے (اسی طرح ان کو بھی پہلے کشف کا ملکہ حاصل ہوا ہے) بعض مکاشف ہونے کے ساتھ ساتھ تھوڑا محقق بھی ہوتے ہیں اور یہ

ہر کوئی اس کی آواز کو سن سکتا ہے (اس مرحلے میں) ذکر کی آواز قمری کے بولنے کی آواز جیسی ہوتی ہے اس عالم کا نور سرخ ہے اور سیر سالک فلکِ قمر کو پہنچتا ہے اور وہ اہل نجات میں سے ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد سالکین کے کئی درجات ہیں جب ذکر قلبی مکمل اور صاف ہو جاتا ہے (تو اب ذکر) سری بن جاتا ہے اور سالک کا سیر افلاک کو پہنچتا ہے صدائے ذکر سری بھی لوگ سن سکتے ہیں اس کی آواز ایک برتن کے پاس پڑنے والے قدموں کی چاپ جیسی ہوتی ہے۔ اس عالم کا نور زرد ہوتا ہے۔

جب سالک کا سیر افلاک کی انتہاؤں میں پہنچ جاتا ہے ذکر روحی بن جاتا ہے اس کی بھی آواز ہوتی ہے (یہ آواز ایسی سنائی دیتی ہے) جیسے خالی برتن میں دودھ دھونے سے آواز پیدا ہوتی ہے ذکر روحی کی آواز ایسی ہی ہوتی ہے اس مقام کا نور نور صاف سفید ہے۔

جب سالک افلاک سے بھی ترقی کر جاتا ہے اور عالم جبروت کے شروع میں پہنچ جاتا ہے تو ذکر خفی بن جاتا ہے اس ذکر کی بھی آواز ہوتی ہے جیسے کھینچے ہوئے ریشمی دھاگے پر مکھی کے بیٹھنے یا کسی چیز کو آہستہ اس پر رکھنے سے پیدا ہونے والی آواز یا جس طرح نرم اور لطیف آواز ہوتی ہے اسی طرح ذکر خفی کی آواز ہوتی ہے اس حقیر نے ذکر سری اور ذکر خفی کی آواز حضرت نوربخش کے دلِ مبارک سے سنی ہے اور خود بھی اسی پر پابندی کے ساتھ عمل پیرا ہے اس عالم کا نور سیاہ ہوتا ہے۔

یہاں پہنچ کر سالک انوار الٰہی اور نور الانوار حقیقی کی چمک میں ذرہ وار جذب ہو جاتا ہے محبت الٰہی کے افراط کی وجہ سے سالک خود کو بھی نہیں پاتا اس وقت ذاکر، اور ذکر عین

باب دوم اطوار سبعہ اور انوار متلونہ کا بیان

گر اطوار دل را ندانی تو نام	بگویم بترتیب بشنو تو تمام
لسانی و نفسی و قلبی شمر	چو سری و روحی خفی ای پسر
بغیب الغیوب است پایانِ آن	فنای حقیقی است از وی نشان
بود نور سبز و کبود و ظریف	دگر سرخ و زرد و سفید نضیف
ازان پس سیاه است بی رنگ نور	چنین آمد آخر ز اللہ نور

جان لو! جب طالب صادق مرشدِ کامل کی صحبت میں شرفِ توبہ اور تلقین ذکر خفی سے مشرف ہوتا ہے جب اثر ذکر سالک کے باطن میں ابھی ظاہر نہ ہوا ہو اسے ذکر زبانی اور ذکر قلبی کہتے ہیں اس مقام میں سالک کے محسوسات میں سبزے کا احساس ہوتا ہے اس عالم کا نور سبز ہوتا ہے۔

اس کے بعد جب سالک کا نفس پاک ہوکر ذکر الٰہی سے محظوظ ہوتا ہے اور اس کے نفس میں ذکر کا اثر ظاہر ہوتا ہے اس مرتبے میں یہ ذکر ذکرِ نفسی کہلاتا ہے اس عالم کا نور کبوتری رنگ کا ہوتا ہے اور سیر سالک عام عناصر کی آخری حد کو پہنچ جاتا ہے۔

جب سالک کا دل جو مخزن اسرارِ نامتناہی ہے، غبارِ بشریت کو اتار پھینکتا ہے اور ذکر الٰہی سے متعلق ہو جاتا ہے ذکر پر مداومت اور مواظبت کی وجہ سے ذاکر کا دل ذاکر بن جاتا ہے اور منہ و حلق کے بغیر اور زبان (کو حرکت دیے) بغیر دل اپنی جگہ ذکر کرتا ہے چنانچہ

باب سوم عوالم کلیہ اور حضرات خمسہ

جان لو کہ عالم کل پانچ ہیں اول عالم فلک دوم عالم ملکوت سوم عالم جبروت چہارم عالم لاہوت اور پنجم عالم ناسوت۔

اول عالم فلک عالم فلک انسانِ کامل کا عالم (یہی دنیا) ہے یہ عالم مرکز زمین سے عرش تک ہے۔

دوم عالم ملکوت عالم ملکوت عالم فلک کی روحانیت کو کہتے ہیں اور یہ روحانیت دو ہیں فلک قمر سے اوپر (کی روحانیت) کو ملکوتِ علوی (یا ملکوت اعلی) کہتے ہیں اور فلک قمر سے نچلے عالم (کی روحانیت) کو ملکوتِ سفلی (یا ملکوت اسفل) کہتے ہیں۔

جان لو کہ حکما بالائے عرش کو لاخلا اور لاملا سے تعبیر کرتے ہیں پس جان لو کہ عرش کے اوپر کوئی وجود ہے اس لحاظ سے لاخلا ہے اور اگر وجود نہیں ہے اس اعتبار سے لاملا ہے (واضح رہے کہ) عرش کے اوپر موجود اجسام لطیف محض ہوتے ہیں۔

سوم عالم جبروت عالم جبروت سے علم الہٰی عبارت ہے وہ اس طرح کہ کائنات کی تمام لطیف و کثیف موجودات اور ان کی صورتوں کو علم الہٰی نے احاطہ کیا ہوا ہے علمِ اپنی تمام شاخوں کا احاطہ کرتا ہے جس طرح آدمی اپنی دو انگلیوں کا احاطہ کرتا ہے اسی طرح کائنات کے ذرے ذرے اور ان کی صورتوں کو اللہ تعالی کے علم نے احاطہ کیا ہوا ہے اور کوئی ذرہ اس سے باہر نہیں کائنات کے ذرے ذرے اور ان کی صورتوں کو اعیانِ ثابتہ کہتے ہیں۔

اعیانِ ثابتہ اشیاء ہونے کے اعتبار سے اور ثابت ہونے کے لحاظ سے دائمی یعنی قدیم ہیں لیکن معنی کے لحاظ سے اور اوصاف کے اعتبار سے حادث ہیں۔

چہارم عالم لاہوت عالم لاہوت کے لئے باقی عالموں میں ظہور نہیں ہے جب باقی عالموں

مذکور بن جاتا ہے۔ اس مقام میں ذکر خفی ذکر غیب الغیوب کہلاتا ہے یہ نایاب ذکر اصل مطلوب ہوتا ہے اس عالم کا نور بے رنگ ہوتا ہے یہ ایسا نور ہے جو لطیفۂ قالبیہ، لطیفۂ نفسیہ او لطیفۂ خفیہ کے مراتب پر چمکتا ہے اور ان مراتب میں سے ہر مرتبہ اسی رنگ میں رنگ جا ہے۔ یہاں سے سالک غیب مطلق میں پہنچ جاتا ہے تمام رنگ اپنے اپنے حقیقت کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کا کوئی رنگ ظاہر نہیں ہوتا اور یہ عالم بے رنگ و بے بو ہوتا ہے۔

باب چہارم عوالمِ کلیہ میں سیر سالک

جان لو کہ سالک کے چار سیر (روحانی سفر) ہوتے ہیں اول سیر الی اللہ دوم سیر مع اللہ سوم سیر فی اللہ اور چہارم سیر باللہ۔

۱۔ اول سیر الی اللہ

یہ سالک کا کثرت سے وحدت کی جانب سفر ہے یہ سفر اکثر عالم فلک میں کثرت کی جانب ہوتا ہے یہ کثرت میں اللہ تعالی کے وحدت کی جانب سفر کرنا ہے۔

۲۔ دوم سیر مع اللہ

یہ سفر اس وقت ہوتا ہے جب سالک حضرت حق کو دیکھ لیتا ہے مگر اپنے وجود سے غائب نہیں ہوتا (یعنی فنا کا مرحلہ ابھی نہیں آیا) اس وقت اس کا سفر سیر مع اللہ ہوتا ہے لیکن یہاں رویت میں فنا کی قوت نہیں ہوتی۔

۳۔ سوم سیر فی اللہ

اس سفر کی خاصیت یہ ہے کہ سالک اپنے وجودِ موہوم کے قطرے کو بحر احدیت میں پہنچاتا ہے اور افراطِ محبت الہی کی بناء پر جس طرح دریا میں قطرہ خود کو نہیں پاتا، اسی طرح سالک خود کو ہستی حضرت حق میں کھو دیتا ہے یہاں تک کہ اس کے شعور و ادراک کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا اس سفر کو سیر فی اللہ کہتے ہیں کیونکہ یہ سفر دریا کی جانب قطرے کے سفر کی مانند ہے جب فنا کے بعد قطرہ باقی نہیں رہتا (بلکہ صرف دریا ہی دریا رہتا ہے اسی طرح وجودِ سالک فنا ہونے کے بعد) حق ہی حق رہتا ہے۔

قطرہ چون در بحرِ کل افتادہ است فانی زخویش

سے منقطع ہو جاتا ہے تو ھویت کے اعتبار سے سب کو عالم لاہوت کہتے ہیں۔ھویت میں کسی بھی چیز یا شے کا کوئی وجود نہیں ہوتا اور ھویت غیب کے لئے کسی چیز کے بغیر کبھی بھی ظہور نہیں نہ کبھی ظہور ہو گا۔

كان الله ولم يكن معه شيء   اللہ تعالی موجود تھا اسکے سوا کوئی نہ تھا

اور

وهو الان كما كان   وہ ایسا ہے جیسا پہلے تھا

اسی معنی سے عبارت ہے

پنجم عالم ناسوت عالم ناسوت کو انسان کامل بھی کہتے ہیں اور انسان کامل وہ مظہر ہے جو تمام تجلیات الہی سے متجلی اور تمام اخلاق خداوندی سے متخلق (آراستہ) ہوتا ہے یہ ایک جامعیت ہے اور تمام اسماء اور صفات اس میں سما سکتی ہیں اور اس کی حقیقت وہاں بے تعین ہوتی ہے اور کسی چیز میں یہ حقیقت سما نہیں سکتی کیونکہ اس کا مظہر مظہرِ حق ہے اگرچہ وہ اس خاکی دنیا میں ہے جو عالم عناصر (اربعہ یعنی مٹی، پانی، ہوا اور آگ) اور موالید ثلاثہ (جمادات، نباتات اور حیوانات) سے عبارت ہے

باقی وہ لوگ رائی کے دانے کی مانند بلکہ اس سے بھی حقیر تر ہے جنہیں انسان کامل کا مرتبہ حاصل نہیں اور جو اس گروہ کو نہیں پہچانتے انہیں انسان نہیں کہا جا سکتا۔حضرت ناسوت کی حقیقت ایسے انسان کے صفات سے متصف ہونا ہے باقی بنی آدم کو جنہیں تم انسان کہتے ہو، کامل ہیں نہ ہی وہ انسان ہیں بلکہ عالم موالید میں داخل حیوان ہیں

اولئك كالانعام بل هم اضل سبيلا   یہ حیوان ہیں بلکہ اس سے بھی بدتر ہیں

ینطق وبی یمشی و بی یبطش　　زبان سے بولتا میرے پیروں سے چلتا اور میرے ہاتھوں سے کام کرتا ہے

سے مشرف ہوتا ہے

در بشر روپوش گشتہ است آفتاب

فہم کن وَ اللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوابُ

☆ آفتاب بشری لبادے میں ملبوس ہوا ہے اسے سمجھ جاؤ حقیقت اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے

جان لو کہ عوالم کلیہ میں سالکین کا سفر مختلف ہوتا ہے بعض وحدت کی جانب سفر کرتے ہیں بعض کثرت کی طرف اور بعض وحدت و کثرت دونوں کی طرف۔

<u>وحدت کی جانب سفر</u> یوں ہوتا ہے کہ سالک جب وحدت کی جانب سفر کرتے ہوتے چلتا یا اس میں اڑتا (برق رفتاری سے چلتا) ہے اس دوران کثراتِ محسوسہ وغیر محسوسہ جیسے رقوم، اجسام، اعداد، حروف، کلمات اور سالوں کی جانب سالک کی نظر بہت کم پڑتی ہے اس عالم کی تجلیات بے چوں (کیوں کیا) وچگونہ (کیسے کس طرح) (بے کیف) ہوتی ہیں نادر طور پر کثرت بھی دیکھ سکتا ہے۔

<u>کثرت کی طرف سفر</u> یوں ہوتا ہے کہ مراتب جسمانی و روحانی میں سالک کثرت کی جانب دیکھتا ہے اس دوران تجلیات مختلف جسمانی یا روحانی صورتوں میں ہوتی ہے اور کبھی نادر طور پر عالمِ وحدت کا تقرب حاصل ہوسکتا ہے۔

<u>کثرت و وحدت دونوں کی جانب سفر</u> یوں ہوتا ہے کہ سالک پہلے وحدت اور پھر کثرت میں چلتا یا اڑتا ہے یا اس کا الٹ (یعنی کثرت میں پہلے اور وحدت میں بعد) اس سیر میں بسرعت گزر جانا یا ان کی جانب توجہ نہ دینا انتہائی عشق و محبت الٰہی کی وجہ سے ہے

اسم اعظم خوان دگر وی را و بحرِ بیکران

☆ قطرہ دریا میں گر کر اپنا وجود کھو دیتا ہے اب تم اسے اسم اعظم کہہ دو یا ناپیدا کنار سمندر مگر قطرہ بلکل مت کہو

کیونکہ مراتبِ وجود کے ہر مرتبے اور ہر مرحلے میں سالک پر تجلیات ورشانِ الٰہی کی تجلی پڑتی ہے جس کے نتیجے میں وہ فنائے کلی پاتا ہے یہی سفر سیر فی اللہ ہے کیونکہ اللہ تعالی ہر جگہ موجود ہے۔

اگر چہ عظیم قابلیت کے حامل سالک کو یہ صلاحیت ابتداء میں حاصل ہوتی ہے لیکن جب بادیۂ طلب کے سرگردان اور فنافی الطلب کے پیاسے سالک کو تکمیل کی خاطر فنافی اللہ سے گزارا جاتا ہے تو اس کا وجود موہوم بقائے ذات احدیت میں مضمحل و متزلزل ہوکر رہ جاتا ہے اور پھر

تخلقوا باخلاق اللّٰہ اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ

سے مشرف ہوکر بقا باللہ پاتا ہے کیونکہ یہ معنی اس حیثیت سے کہ وہ عالم کثرت کی جانب میلان رکھتا ہے یہ تنزل ہے اور اس حیثیت سے کہ کثرت میں بیگانگی ہوتی ہے، وہ حضرت حق کو نہیں جانتا درحقیقت ایسا شخص مشرک ہوتا ہے۔

اب اس نے سب کو چشمِ وحدت سے دیکھ لیا اور اسے یقینِ صادق حاصل ہوا تو وہ حضرت حق پر حقیقی معنوں میں ایمان لاتا ہے یہ بت پرستی سے ترقی ہے اور اب یہ کثرت عین وحدت ہی نہیں بلکہ یہ وحدت حقیقی بن جاتی ہے یہاں اس میں صفاتِ الٰہی کا ظہور ہوتا ہے اور وہ شرفِ خلعتِ

بی یسمع و بی یبصر و بی میری قوت سے سنتا میری آنکھ سے دیکھتا میری

باب پنجم رویاء، مکاشفات، مشاہدات اور معائنات

خواب :۔ جان لو کہ سالک حواس کی بندش کے وقت نیند کی حالت میں جو کچھ دیکھتا ہے اسے خواب کہتے ہیں۔

غیبت :۔ اور اگر وہ کسی فیضان سے فیضیاب ہو جس کی لذت اسے خواب و بیداری کے درمیان عالم شہادت سے عالم غیب میں لے جائے اس وقت جو اسے نظر آئے اسے غیب الغیوب کہتے ہیں۔

واقعہ :۔ اگر فیضان عالم معنی کی جانب سے ہو اور سالک کو عینِ حضوری میں پہنچا دے جو بصیرت منظر سے غائب ہو جائے وہ رویت صحو اور معائنہ ہے ان تین مراتب میں جو کچھ واقع ہو وہ یا مکاشفہ ہے یا معائنہ یا تجلی ان تینوں صورتوں کو مجموعی طور پر واقعہ کہتے ہیں۔

مکاشفہ :۔ اگر وہ واقعہ تعبیر کا محتاج ہو مثلاً سالک کو شیر نظر آتا ہے معبر (تعبیر کنندہ) اسے علم بتاتا ہے یا اسے سفید موتی دکھائی دیتا ہے اس کی تعبیر علم الٰہی بتاتا ہے اس واقعہ کو مکاشفہ کہتے ہیں۔

مشاہدہ :۔ اگر اسے علم الٰہی دکھائی دیتا ہے کسی اسبابِ غیبی کے ذریعے اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ علم الٰہی ہے اسے مشاہدہ کہتے ہیں۔

تجلیات الٰہی :۔ روحانی وجسمانی وعلوی وسفلی مراتب سے ہر چیز میں اگر حق تعالیٰ نظر آئے اسے تجلیات کہتے ہیں۔

اور ایک ایک مرتبہ و منزل میں کئی کئی سال ،صدیاں اور عرصہٗ دراز رہ جانا اس بات کی علامت ہے کہ سالک کو مراتب آفاق وانفس میں مشکلات ودشواریاں درپیش ہیں البتہ وحدت میں اعتدال وہشیاری کے ساتھ زیادہ رہ جانا بہت اچھی بات ہے۔مراتب سے سالک کا گزر جانا صحتِ دماغ ،مراقبہ میں تحقیق اور شبہات دور ہو جانے کی علامت ہے۔

مقامِ ربوبیت ،الوہیت اور سرمدیت میں یہ سفر متعدد سالوں ،صدیوں اور زمانوں میں طے ہوتا ہے عالمِ ربوبیت کا ایک دن اس عالم کے بیس ہزار سالوں کے برابر اور عالمِ لاہوت کا ایک دن اس عالم کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہوتا ہے لاہوتی سالوں کو سرمدی سال بھی کہتے ہیں وہاں سالوں کے شمار کے لئے ہندسوں کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ وہاں فنائے محض ہوتا ہے وہاں خداوند علیم ہمیشہ اعداد سے مستغنی و بے نیاز ہوتا ہے وہ جب ایک لمحہ کیلئے گوشۂ چشم سے اس جہاں کی جانب نگاہ ڈالتا ہے تو اولین وآخرین کے تمام محاسب عہدۂ احتساب سے بے دخل ہو جاتے ہیں ربوبیت کے سال سنینِ سرمدی کے مناسب ہوتا ہے لیکن سرمدی عین وحدت میں اور وحدت سرمدیت میں فانی ہوتے ہیں اور ربوبیت کے لئے عین وحدت میں بقائے دائمی حاصل ہوتے ہیں۔

جان لو کہ سالکین کے مراتب کی بلندی ورفعت سفر اور تجلی کی کثرت میں نہیں ہوتی اگر سالک کو تجلی حاصل ہو جس میں وہ فانی و باقی ہو تو یہ سرمدی بقاوفنا ہے یہ مقام اعلیٰ ہے جن کے تمام احوال اس حال میں داخل ہوں۔

جان لو کہ مراتبِ سفر اور انوارِ تجلی کی ترتیب خوب ہے لیکن اگر مبتدی آخری مرحلے کو اور منتہی ابتدائی مرحلے کو دیکھ لے تو بھی اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

نہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و قدر کے تحت جب سالک اپنی بشری صفات الگ ہو جاتا ہے تو وہ بلا کسی کیوں کیسے جیسے اعتراضات کے دیکھ لیتا ہے لیکن تمام سالک ہر وقت صفات بشری سے جدا نہیں ہوتا۔

اگر درویش بر یک حال ماندی

سر دست از دو عالم برفشاندی

☆ اگر درویش ایک ہی حالت پر ساکن رہے تو وہ دونوں جہانوں سے ہاتھ اٹھا لیں گے

(۲) تجلیات نوری وافعالی

جان لو کہ جس چیز کو حسِ ظاہری ادراک نہ کر سکے مثلاً انوار متلونہ، ملائکہ، اور روحانیات وغیرہ اس میں حق تعالیٰ دکھائی دے اسے تجلی افعالی کہتے ہیں اس کی انتہائی حالت خالقیت ورزاقیت وغیرہ اسمائے صفات افعالی ہیں کہ حق تعالیٰ کو اس طرح دیکھ لیتا ہے یا خود کو اس کا مظہر دیکھتا ہے۔

(۳) تجلیاتِ صفاتی

یہ اس طرح ہے کہ حق تعالیٰ کو اس کے صفاتِ ذاتی جیسے علیم (جاننے والا)، حی (زندہ)، مرید (ارادہ کرنے والا)، قدیر (قدرت والا)، سمیع (سننے والا)، بصیر (دیکھنے والا)، کلیم (بولنے والا) اور حکیم (دانا) جیسے صفات میں دیکھے یہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی صفات ہیں اور اس کی ذات کے ساتھ لازم ہیں اگر کسی وجود میں یہ صفات نہ ہوں تو وہ اور جمادات برابر ہوتے ہیں اس تجلی کی انتہا یہ ہے کہ کہ سالک خود کو ان صفات سے موصوف اور ان اخلاق سے متخلق مشاہدہ کرتا ہے اس مقام کے تفصیلات بتانے کی ضرورت

باب ششم مراتبِ تجلیات

جان لو کہ تجلی جہاں نمائے انسان (انسانی قلب و نظر) پر اللہ تعالی کا ظاہر ہونا ہے یہ کئی طرح کی ہوتی ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں خواہ ان کے سوا کسی اور عالم میں۔ جو تمام مخلوقات کے فنا و ہلاکت کی جگہ ہے۔ مراتب تجلیات چار ہیں (۱) تجلیات آثاری (۲) تجلیات نوری وافعالی (۳) تجلیات صفاتی (۴) تجلیات ذاتی۔

(۱) تجلیات آثاری

اس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالی کو اس صورت میں دیکھے جسے سالک کا ظاہری احساس ادراک کر سکے اس تجلی کی سب سے آخری حد یہ کہ حق تعالی کو انسانی صورت میں دیکھے اور اس کا بھی کمال یہ ہے کہ انسانِ کامل کی صورت میں ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ

رئیت ربی فی احسن صورة میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھ لیا

یہاں بہترین صورت انسانِ کامل و جامع کی صورت ہے (قرآنی الفاظ سورۃ التین) احسن تقویم کا بھی یہی مطلب ہے

یہاں پر استعمال ہونے والے لفظ صورت سے تم یہ تصور نہ کرو کہ یہ کوئی حسی صورت ہے بلکہ یہاں صورت سے مراد وہ صورت ہے جسے تم آئینے میں دیکھتے ہو چنانچہ ہر صورت کی کوئی نہ کوئی کثافت ہوتی ہے مگر آئینے میں نظر آنے والی صورت کا کوئی کثافت نہیں ہوتی یوں اس صورت سے کثافت کی نفی کی جا سکتی ہے۔

جان لو کہ سالک اپنی بساط اور سدرت کے مطابق حق تعالی کا ادراک کر سکتا ہے

باب ہفتم کیفیت عالمِ مثال

جان لو کہ عالم مثال عالم صورت اور معانی کے درمیان برزخ ہے وہ اس معنی کے لحاظ سے نہیں کہ دوسرے دو عالموں کی مانند کوئی واسطہ یا فاصلہ ہو بلکہ اس لحاظ سے ہے کہ اس کی کوئی جہت یا سمت نہیں ہوتی جیسے آئینے سے منعکس ہونے والا عکس وہ لطافت کی بناء پر فانی اور تعلق کے لحاظ سے عالم معانی اور شکل کے لحاظ سے جو منعکس ہوتی ہے، عالم صورت سے متعلق ہے اور وہ عالم کون وفساد (کائنات) جو عالم موالید سے متعلق ہے، سے الگ چیز ہے اس کی موجودگی صرف آئینہ تک محدود ہے۔ عالم مثال کا مشاہدہ صرف آئینۂ مثال ہی میں ہو سکتا ہے یہ عالم اور موجودات ایک دوسرے کے بالمقابل ہے صورت اور معنی کی بناء پر یہ عالم کلیہ سے ہے سالک کیلئے سیر اس عالم سے آگے ہرگز نہیں ہو سکتی صرف عالم مثال ہی میں روحانی سیر ہوتی ہے عالم غیر مثالی میں نہیں ہوتی عالم آخرت اس سے عبارت ہے کہ وہاں لذت، رنج، سال، عرصے، صدیاں، زمانے اور انوار وغیرہ ہوتے ہیں یہ سب عالم مثال میں نظر آتے ہیں اس کے اسرار نہ سننے والی چیز ہیں نہ دکھائی دینے والی واللہ اعلم بالصواب

نہیں ہے سالک کے لئے محض اشارہ ہی کافی ہے۔

(۴) تجلیات ذاتی

تجلیات ذاتی فنافی اللہ کی جانب اشارہ ہے اور اس مقام میں سالک کا تجلی بے چون (کیسا؟) اور بے چگونہ (کس طرح؟) ہوتا ہے وہ انتہائی قرب الٰہی کی وجہ سے خود اپنی ذات کے ادراک سے بھی قاصر ہوتا ہے کیونکہ اس قدر قرب وحدت کا موجب ہوتا ہے۔

چو مبصر با بصر نزدیک گردد
بصر از دیدنش تاریک گردد

یعنی دیکھنے کے لئے مناسب فاصلہ ضروری ہے جب آدمی اپنی آنکھ سے بیحد نزدیک ہو جائے تو اس کی آنکھ اس کو دیکھ لینے سے قاصر رہتی ہے۔

کبھی وہ خود کو سمندر دیکھتا ہے، کبھی خود کو وجود مطلق ۔ یہ عینِ ہویت ہے اور عین ہویت عین انانیت ہے اور انانیت رتبے کے لحاظ سے عین ہویت ہے۔

یہ دونوں مراتب جو سالکین کے انتہائی بلند مراتب میں سے ہیں ان سے بلند کوئی مرتبہ نہیں ہے لیکن شرف کے لحاظ سے احدیت الجمع سے بلند کوئی مرتبہ نہیں جو بقا باللہ اور مقام محمدی ہے یعنی مقام انسانِ کامل ۔

و علیه عمامة السوداء قال رسول | مکہ کے دن سیاہ رنگ کا عمامہ پہنا ہوا تھا
الله صلی الله علیه و اله وسلم | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اذا رئیتم رایات السوداء قد | جس وقت تم خراسان کی جانب سے سیاہ
اقبلت من خراسان فاتوھا و لو | جھنڈے آتے دیکھو تو اس کی جانب بڑھو
جئو علی الثلج فان فیه خلیفه | خواہ وہ برف پر کیوں نہ ہو کیونکہ اس میں
الله المهدی | خلیفۂ خدا مہدی ہوگا

طریقت کے لحاظ سے لباسِ سیاہ میں آسانی اور سہولت ہے اس کے لئے صابون کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ نیز اس کا پہننا اہل مصیبت سے موافقت بھی ہے چنانچہ حکیم سنائی فرماتے ہیں ۔

صوفیان چون کنند جامہ سیاہ
ھیچ دانی تو درین حکمت شاہ
آن کسانی کہ اھل اسرار اند
ماتم خویش پیش می دارند

حکمتِ (نجوم) کے لحاظ سے یہ ہے کہ کیونکہ انبیاء ، اولیاء اور مشائخ طبقۂ زحل سے تعلق رکھتے ہیں اور رنگ سیاہ کا اس سے تعلق ہوتا ہے اس مناسبت سے سیاہ پوشی عینِ حکمت ہے۔

حقیقت کی رو سے یہ ہے کہ جب سالک عالم وحدت میں پہنچتا ہے اس وقت وہ تمام رنگوں سے گزر چکا ہوتا ہے اور وہ اس ایک رنگ میں رنگ جاتا ہے اس وقت لباسِ سیاہ پہننا گویا ظاہر کو باطن کے موافق بنانا ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ جب سالک کو نورِ سیاہ

باب ہشتم لباس سیاہ پہننا

جب سالک میں قسم قسم کے مختلف استعداد پیدا ہوتا ہے تو اسے سیاہ رنگ کے دستار اور سیاہ لباس عطا کیا جاتا ہے کیونکہ لباسِ سیاہ پہننا شریعت میں مستحب ہے اس کے بارے میں احادیث مبارکہ وارد ہیں جیسا کہ مشکوۃ المصابیح میں ہے کہ

ان رسول الله صلى الله عليه و اله وسلم خطب و عليه عمامة السوداء قد ارطرفيهابين كتفيه

رسول اللہؐ نے خطبہ دیا اس وقت سیاہ رنگ کا عمامہ پہنا ہوا تھا میں نے شملہ کاندھوں کے درمیان لٹکے دیکھا

اسی طرح جامع الاصول کے کتاب اللباس میں حضرت عمرو بن حریث سے نقل ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ

رئيت رسول الله صلى الله عليه و اله و سلم و عليه عمامة السوداء قد ارطرفيهابين كتفيه

میں نے سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیاہ نگ کا عمامہ پہنے دیکھا شملہ کاندھوں کے درمیان لٹک رہا تھا

اس کو ابوداؤد نے بھی روایت کی ہے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ

رئيت على رسول الله عليه عمامة فرقانية

میں نے سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرقانی عمامہ پہنے ہوئے دیکھا

صحیح مسلم ترمذی ،ابوداؤد اور نسائی نے نقل کیا ہے کہ

ان رسول الله دخل يوم فتح مكة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح

دکھائی دیتا ہے تو اسے دستار سیاہ دیا جاتا ہے کیونکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسے فقر میں استقامت حاصل ہوگئی ہے چنانچہ وہ سیاہ رنگ لباس پہن کر ایک رنگ میں رنگ جاتا ہے اب وہ راہ فقر کے سوا کوئی اور راہ اختیار نہیں کر سکتا۔

بعض معاندین یہ تصور کرتے ہیں کہ سیاہ پوشی بدعت ہے یہ اس گروہ کی جہالت ہے جو سالک اس قدر اسرار سے واقف و آگاہ ہو جائے امید ہے کہ وہ اطوار فقر میں سے ہر طور سے واقف ہو جائے گا خاتم النبوۃ والولایۃ اور ان کے اولادِ امجاد علیہم السلام کے صدقے میں مکاشفین مرتاض کا رفیق سعادت معرفت ہوں۔

Scan By:

Noorbakhshia Youth Federation (khi Div)

www.nyfpk.org

www.facebook.com/NYFOfficialPage